محمد حنیف ندوی (افکارِ غزالی کی جھلکیاں)

علماءِ سُو اور علماءِ آخرت میں فرق

علماءِ دنیا یا علماءِ سوء سے مراد ایسے اصحابِ علم ہیں۔ جو علم کو دنیوی تنعم کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں۔ اور جاہ و منزلت کو اپنا نصب العین قرار دیتے ہیں۔ ایسے علماء کو احادیث و آثارِ صلحاء میں کس نظر سے دیکھا ہے۔ اس کی وضاحت مندرجہ ذیل تصریحات سے ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے:۔

(۱) لا یکون المرءُ عالماً حتیٰ یکون علمہ عاملاً۔

آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہوتا، جب تک کہ اپنے علم پر عمل پیرا نہ ہو۔

(۲) العلم علمان: علم علی اللسان فذالک حجۃ اللہ تعالیٰ علیٰ خلقہ، وعلم فی القلب فذالک العلم النافع۔

علم کی دو قسمیں ہیں، ایک علم وہ ہے جو صرف زبان تک محدود ہے۔ یہ تو خلق اللہ پر بمنزلہ دلیل و حجت کے ہوا۔ دوسرا دل سے لگاؤ رکھتا ہے، یہی علم نافع ہے۔

(۳) یکون فی آخر الزمان عبادٌ جہال وعلماء فساق۔

آخری زمانہ میں جاہل عابد، اور فاسق علماء کی کثرت ہوگی

(۴) لا تعلموا العلم لتباھوا بہ العلماء ولتماروا بہ السفہاء ولتصرفوا بہ وجوہ الناس الیکم فمن فعل ذالک فھو فی النار۔

علم اس غرض سے نہ سیکھو، کہ اہلِ علم کے سامنے فخر و پندار کا اظہار کرو۔ یا بے وقوفوں سے اُلجھو، اور لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف پھیرنے کی کوشش کرو۔ جو شخص یہ کریگا وہ جہنم میں جائیگا

(۵) من کتم علماً عندہ الجمہ اللہ بلجام من النار۔

جو علم کو چھپاتا ہے، اللہ اس کے مُنہ میں آگ کی لگام دیگا۔

(۶) لانا من غیر الدجال اخوف علیکم من الدجال فقیل ما ذالک قال من الائمۃ المضلین۔

میں دجال سے اتنا خائف نہیں، جتنا کہ دوسروں سے۔ پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں، فرمایا گمراہ علماء۔

(۷) من ازداد علماً ولم یزدد ھدیً لم یزدد من اللہ الا بعداً۔

جس نے علم میں تو ترقی کی، لیکن ہدایت میں ترقی نہ کی، یہ گویا اللہ تعالیٰ سے اور دُور ہوا۔

علماء کے دو ہی مقام ہیں۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کتنی نازک شئے ہے۔ یہ اس لئے بھی درست ہے کہ علماء کے دو ہی مقام تو ہیں۔ یا یہ ابدی ہلاکت کے لئے کوشاں ہیں۔ اور یا ابدی سعادت کے لئے سرگرم عمل۔ بین بین کوئی منزل نہیں۔

حضرت عمرؓ کا قول ہے:۔

ان اخوف ما اخاف علی ھذہ الامة المنافق العلیم۔ قالوا وکیف یکون منافقاً علیماً۔ قال علیم اللسان جاھل القلب والعمل۔

مجھے سب سے زیادہ ڈر جو اس اُمت کے بارہ میں ہے، وہ پڑھے لکھے منافق سے ہے۔ کہا گیا کہ پڑھا لکھا منافق کیونکر ہو سکتا ہے فرمایا پڑھا لکھا تو زبان کے اعتبار سے ہے۔ اور قلب و عمل کے اعتبار سے اسے منافق ہی کہو۔

حسن کا کہنا ہے :۔

لا تکن لمن یجمع علم العلماء وطرائف الحکماء ویجری فی العمل مجری السفھاء۔

تمہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے، کہ تم میں علماء کا علم اور حکماء کی پُر از دانش باتیں تو جمع ہوں، لیکن عمل وہی جہلاء کا سا ہو۔

ابراہیم بن عیینہ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ ندامت کا سامنا کسے کرنا پڑتا ہے۔ اُنہوں نے کہا۔

اما فی عاجل الدنیا فصانع المعروف الی من لا یشکرہ واما عند الموت فعالم مفرط۔

اس دنیائے عاجل میں تو اس محسن کو جو ایسے شخص پر احسان کرتا ہے جو اس کا شکر گزار نہیں ہوتا۔ اور آخرت میں اس عالم کو جس نے یہاں کچھ نہیں کیا۔

خلیل بن احمد کا قول ہے :۔

الرجال اربعة رجل یدری وانہ یدری فذالك عالم فاتبعوہ ورجل یدری ولا یدری انہ یدری فذالك نائم فایقظوہ ورجل لا یدری ویدری انہ لا یدری فذالك مسترشد فارشدوہ ورجل لا یدری ولا یدری انہ لا یدری، فذالك جاھل فارفضوہ۔

آدمی چار طرح کے ہیں، ایک وہ ہے جو جانتا ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہے، کہ اس کے حدودِ علم کیا ہیں، یہ عالم ہے اس کی پیروی کرو۔ ایک وہ ہے جو جانتا ہے، لیکن اُسے اپنے علم کا احساس نہیں یہ سو رہا ہے۔ اسے جگا دینا چاہئے ایک وہ ہے جو نہیں جانتا اور اسے اپنے نہ جاننے کا علم بھی ہے۔ یہ طالب ہدایت ہے اس کی رہنمائی کرو۔ اور ایک وہ ہے۔ جو نہ تو جانتا ہے۔ اور نہ اسے اپنے نہ جاننے کا احساس ہی ہے۔ یہ جاہل ہے۔ اس کو چھوڑ دو

سفیان ثوری کا کہنا ہے :۔

العلم یالعمل فان اجابہ والا فارتحل۔

علم عمل کے لئے پکارتا ہے، اگر کسی نے اس کو قبول کیا تو ٹھہرا ورنہ وہ چل دیتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں :۔

لا یزال المرء عالماً ما طلب العلم، فاذا ظن انہ قد علم فقد جھل۔

آدمی اس وقت تک جاہل رہتا ہے جب تک اس کی طلب میں لگا رہے اور جب یہ سمجھ لے۔ کہ وہ عالم ہو گیا اسی وقت سے وہ جاہل ہے۔

الفضیل بن عیاض کا ارشاد ہے:-

انی لا رحم ثلاثة عزیز قوم ذلّ، وغنی قوم افتقر وعالماً تلعب به الدنیا۔

تین طرح کے لوگوں پر مجھے ترس آتا ہے۔ کسی معزز پر جو ذلیل ہو جائے غنی پر جو احتیاج کی زندگی بسر کرے۔ اور اس عالم پر جس سے دنیا، تلعب کرے۔

حسن کا قول ہے:-

عقوبة العلماء موت القلب وموت القلب طلب الدنیا بعمل الآخرة۔

علماء کے لئے عقوبت یہ ہے۔ کہ ان کا دل مردہ ہو جائے۔ اور دل کا مردہ ہونا اس سے تعبیر ہے کہ دنیا کو عمل آخرت کے بدلے خرید اجائے۔

عالم فاجر کے بارہ میں حدیث میں ہے:-

یؤتی بالعالم یوم القیامة فیلقی فی النار فتندلق اقتابه فیدور بها کما یدور الحمار بالرحی فیطیف به اهل النار فیقولون مالك فیقول کنت آمر بالخیر ولا آتیه وانهی عن الشر وآتیه۔

قیامت کے روز ایک عالم کو پیش کیا جائیگا۔ اور اُسے جہنم میں پھینک دیا جائیگا جس سے اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی۔ اور وہ ان کے ساتھ اس طرح گھومیگا اور چکر کھائیگا۔ جس طرح کہ گدھا چکی کے ساتھ گھومتا ہے اہل جہنم اس کے گرد جمع ہو جائینگے۔ اور پوچھیں گے تمہیں یہ سزا کیوں دی جارہی ہے وہ کہیگا میں لوگوں کو خیر کی تلقین کرتا تھا۔ لیکن خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا تھا۔ اور بُرائی سے روکتا تھا۔ لیکن خود نہیں رکتا تھا۔

اس کو دُگنا عذاب اس لئے ہوگا۔ کہ اس نے جان بوجھ کر معصیت کی راہ اختیار کی۔ منافقین سے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے:-

ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار۔ منافقین جہنّم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔

کیونکہ اُنہوں نے علم کے بعد اور یہ جانتے ہوئے اسلام کو چھوڑا کہ یہ برسرِ حق ہے۔

یہی عالم یہودیوں کا ہے اس کے باوجود کہ انہوں نے تثلیث کی بدعت کو کبھی تسلیم نہیں کیا۔ قرآن نے ان کی مذمت کی ہے۔ اور عیسائیوں سے زیادہ بدتر ٹھیرایا ہے۔ کیونکہ ان کا انکار بھی علم پر مبنی تھا۔ وہ خوب جانتے تھے، کہ آنحضرت اللہ کے سچے نبی ہیں۔ لیکن اس پر بھی ایمان کی نعمت سے محروم ہی رہے۔

یعرفونه کما یعرفون ابناءهم۔ فلما جاءهم ما عرفوا کفروا به فلعنة اللہ علی الکافرین۔

یہ ان کو اسی طرح پہچانتے ہیں، جس طرح کہ اپنے بال بچّوں کو۔ پھر ان کے پاس جب وہ حقیقت آچکی جس کو کہ یہ پہچانتے تھے۔ تو اس کو ماننے سے انکار کر دیا۔ سو ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

بلعام باعوراء کے قصّے کے ضمن میں قرآن میں ہے:-

واتل علیهم نبأ الذی آتیناه آیاتنا فانسلخ منها

اور ان کو ایسے شخص کا واقعہ سناؤ۔ جس کو ہر چند ہم نے اپنی نشانیاں

فاتبعه الشیطان فکان من الغاوین۔ — عطا کیں۔ لیکن یہ ان سے دستکش ہو گیا۔ اس طرح شیطان اس کے پیچھے لگا، اور یہ گمراہ ہو کر رہا۔

پھر اس کی کیفیت یہ ہوئی :۔

فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث۔ — اس کی مثال کتے کی طرح ہے کہ اس کو رگید و جب بھی ہانپتا اور منہ سے زبان باہر نکالتا ہے اور نہ رگید و جب بھی ہانپتا ہے اور زبان باہر نکالے رہتا ہے۔

بالکل یہی حال عالم فاجر کا ہے۔ بلعام کی آزمائش یہ تھی۔ کہ اسے کتاب اللہ کے علم سے بہرہ مند کیا گیا۔ لیکن شہوات کی طرف اس طرح لپکا کہ بس انہیں کا ہو گیا۔ اس کو کتے کے ساتھ اس بناء پر تشبیہ دی ہے۔ کہ وہ بھی کسی حالت میں مطمئن نہیں ہوتا۔ اور ہر حالت میں بے اطمینانی و بے چارگی کا اظہار کرتا رہتا ہے۔

مسیح علیہ السلام کا قول ہے :۔

مثل علماء السوء کمثل صخرۃ وقعت علی فم النھر لا ھی تشرب الماء ولا ھی تترک الماء یخلص الی الزرع و مثل علماء السوء مثل قناۃ الحش ظاھرھا جص و باطنھا نتن۔ — علماء سوء اس پتھر کی طرح ہیں جو کہیں نہر کے دہانہ پر گر پڑا ہو جو نہ تو خود پانی پیئے۔ اور نہ اس کو کھیت کی طرف آگے بڑھنے دے۔ علماء سوء بلاغ کی اس نالی کی طرح ہیں، کہ جن کا ظاہر استوار اور صاف ستھرا ہو اور اس کی تہ میں بُو اور عفونت ہو۔

یہ ہیں وہ احادیث اور آثار و اقوال جن سے علماء دنیا کی حیثیت واضح ہوتی ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ علماء آخرت کے مقابلے ان کا درجہ کتنا گھٹیا ہے۔ اور یہ کہ ان کو جاہل کی نسبت سے کہیں زیادہ عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

رہے علماء آخرت اور ان کے متعین علائم اور خصوصیات تو وہ حسب ذیل ہیں :۔

عالم حق کا کم از کم رتبہ یہ ہے کہ وہ دنیا کو مختصر سمجھے۔ دنیا و دین میں تضاد کی مثالیں (۱) علماءِ آخرت کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے علم کو حصولِ دنیا کا ذریعہ نہ بنائے۔ کیونکہ عالم کا کم از کم درجہ جس پر اس کو فائز ہونا چاہئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ دنیا کی تحقیر و خست اس کی نظروں سے اوجھل نہ رہے۔ اور یہ کہ یہاں کی یہ شئی عارضی و فانی ہے۔ اور درحقیقت قابل اعتنا آخرت ہے۔ اسی کا رتبہ بلند ہے۔ یہی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اور اس کی نعمتیں پاکیزہ اور اس کی بادشاہت جاوداں ہے۔ اور یہ کہ انہیں باہم سوتوں کا سا تضاد و اختلاف ہے۔ کہ ایک ساتھ انکا رہنا ممکن نہیں ان کو کتنا ہی خوش رکھو ان میں سے ایک کا بگڑنا اور خفا ہونا بہر آئینہ ضروری ہے۔ یا ایک ترازو کے دو پلڑے قرار دو کہ جس میں بھی وزن زیادہ ڈالوگے وہی لامحالہ بھاری رہیگا۔ اور دوسرا ہلکا ہونے کی وجہ سے اُٹھا رہے گا۔ ان کو مشرق و مغرب کے ساتھ بھی نسبت دی جا سکتی ہے۔ کہ اگر ایک طرف بڑھوگے۔ تو اسی نسبت سے دوسری سمت دور تر ہوتی جائے گی۔ دو قدحوں سے بھی تشبیہ دینا ممکن ہے۔ کہ ان میں ایک کو جتنا بھروگے، اُسی نسبت سے دوسرا خالی ہوتا جائے گا۔

جو شخص دنیا کی حقارت پر نظر نہیں رکھتا۔ اور اس حقیقت سے آگاہ نہیں کہ اس کی ہر ہر لذت اپنے ساتھ الم و تکلیف بھی لیے ہوئے ہے۔ اور یہ کہ دنیا فانی ہے باقی رہنے والی نہیں۔ اس کو سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ فاتر العقل ہے۔ کیونکہ یہ ایسی حقیقت ہے کہ تجربہ و مشاہدہ اس کی برابر تائید کرتا ہے۔ سو وہ شخص کیونکر علماء کے زمرہ میں شمار ہو سکتا ہے جس میں اتنی عقل بھی نہیں کہ آخرت کی عظمت و دوام کو محسوس کر سکے اور اس کے مقابلہ میں علماء میں شمار ہونا تو بڑی بات ہے۔ یہ شخص ایمان ہی کی لذت سے بھی محروم ہے۔ اور شرائع و ادیان ہی کا منکر ہے جو اس حقیقت کا علم نہیں رکھتا کہ دنیا و آخرت میں کون مرجح ہے، وہ پورے قرآن کا مخالف اور منکر ہے۔ اس کو شیطان نے پھانس رکھا ہے۔ اور خواہشات و شہوات کا اس پر قبضہ ہے۔ دنیا کے مقابلے میں جس شخص کا موقف یہ ہو وہ کیونکر عالم ہو سکتا ہے؟ اور کس طرح اس کو ان علماء کی صف میں گردانا جا سکتا ہے جو شمار آخرت کی صفت سے متصف ہیں!

جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کو چھوڑ دیتا ہے اور خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے لگتا ہے تو وہ لذتِ مناجات سے محروم ہو جاتا ہے ۱؎

حضرت داؤد اللہ تعالیٰ کے معاملہ کو جو کہ علماء کے ساتھ ہے یوں حکایۃً بیان کرتے ہیں:-

ادنى ما اصنع بالعالم اذا آثر شهوته على محبتي ان احرمه لذيذ مناجاتي يا داؤد لا تسأل عني عالما قد اسكرته الدنيا فيصدك عن طريق محبتي اولئك قطاع على عبادي يا داؤد اذا رأيت لي طالبا فكن له خادما يا داؤد من رد الي هاربا كتبته جهبذا ومن كتبته جهبذا لم اعذبه ابدا۔

ایک عالم جب میری محبت پر اپنی خواہشات کو مرجح سمجھے تو کم از کم اس کی سزا میں یہ دیتا ہوں کہ اس کو مناجات کی لذتوں سے محروم کر دیتا ہوں۔ اے داؤد ایسے عالم کے بارہ میں مجھ سے سوال نہ کر جس کو دنیا کی محبت نے مست و مدہوش کر رکھا ہے۔ وہ تم کو بھی میری محبت کی راہ سے روکے گا۔ ایسے لوگ میرے بندوں کے حق میں قطاع الطریق ہیں۔ اے داؤد جب تم ایسے آدمی کو دیکھو جو میرا طالب ہو تو تم اس کے خادم ہو جاؤ۔ اے داؤد جو میری طرف لپک کر آتا ہے میں اسے "بصیر و عارف" قرار دیتا ہوں۔ اور جن کو میں بصیر و عارف قرار دوں اس کو کبھی عذاب میں نہیں ڈالوں گا۔

سعید بن المسیب کا قول ہے:-

اذا رأيتم العالم يغشى الامراء فهو لص۔

جب تم دیکھو کہ ایک عالم کا اکثر امراء کے ہاں آنا جانا ہے تو سمجھ لو کہ یہ چور ہے۔

حضرت عمر فرماتے ہیں:-

اذا رأيتم العالم محبا للدنيا فاتهموه على دينكم۔

جب تم دیکھو کہ ایک عالم دنیا سے محبت رکھتا ہے تو سمجھ لو کہ اس کا دین مشکوک ہے۔

یحییٰ بن معاذ رازی کا کہنا ہے:-

يا اصحاب العلم قصوركم قيصرية وبيوتكم كسروية

اے اربابِ علم تمہارے محل قیصری ہیں گھر کسروی ہیں، لباس

واثوابکم ظاهریة واخفافکم جالوتیة ومراکبکم قارونیة واوانیکم فرعونیة ومآثمکم جاهلیة ومذاھبکم شیطانیة فاین الشریعۃ المحمدیة۔

اور موزے شاندار اور جالوتی ہیں سواریاں قارونیت لئے ہوئے ہیں ظروف فرعونی ڈھب کے ہیں۔ گناہ ایسے ہیں جیسے جاہلیت کے اور مسلک وہ جو شیطان کا ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ اس سارے ٹھاٹھ میں شریعتِ محمدیہ کے آثار کہاں ہیں؟

ان تصریحات سے یہ گمان نہیں ہونا چاہئے کہ شاید مال و دولت ہی دنیا سے تعبیر ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس طرف سے آنکھیں بند کرلے تو وہ علماء آخرت کی صف میں شامل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جاہ و منزلت کا جذبہ مال و دولت سے بھی زیادہ مضر اور خطرناک ہے۔ اسی حقیقت کی طرف بشر نے اشارہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے:۔

"حدثنا" باب من ابواب الدنیا فاذا اسمعت الرجل یقول "حدثنا" فانما یقول "اوسعوالی"۔

"حدثنا" دنیا کے دروازوں میں ایک دروازہ ہے۔ سو جب تم سنو کہ کوئی شخص "حدثنا" کہہ رہا ہے تو سمجھو کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میرے لئے جاہ و منزلت کا سامان کرو۔

ان کا اپنا عمل یہ تھا کہ کتابوں سے بھرے ہوئے صندوق کے صندوق اُنہوں نے زمین میں دفن کر دئے۔ اور حدیث بیان کرنے سے اس بناء پر دست کشی اختیار کر لی۔ کہ دل میں محدث بننے کی خواہش موجزن تھی۔ ان کی رائے میں افادہ و ارشاد کی لذتیں بھی تنعماتِ دنیا سے کم درجہ کی نہیں ہیں۔

سفیان ثوری نے بھی اسی خیال کی ترجمانی فرمائی ہے۔ ان کا قول ہے:۔

فتنۃ الحدیث اشد من فتنۃ الاھل والمال والولد۔

تدریس حدیث کا فتنہ بال بچوں اور مال و دولت کے فتنہ سے کہیں زیادہ ہے۔

دین و آخرت میں کیا فارق ہے؟ اس کے متعلق سہل کا قول ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

العلم کلہ دنیا والآخرۃ منہ العمل بہ والعمل کلہ ھباء الا الاخلاص۔

علم سب کا سب دنیا کے ضمن میں آتا ہے۔ البتہ اس پر عمل کرنا تقاضائے آخرت ہے۔ پھر عمل بھی گرد ہے۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ اخلاص شامل نہ ہو۔

سہل کا ہی قول ہے:۔

الناس کلھم موتی الا العلماء والعلماء سکاری الا العاملین والعاملون کلھم مغترون الا المخلصین والمخلص علی وجل حتی یدری ماذا یختم لہ بہ۔

عوام سوا علماء کے سب مردہ ہیں۔ پھر یہ علماء بھی مست و مدہوش ہیں۔ بجز ان کے جو عامل ہیں۔ اور عامل بھی فریب خوردہ ہیں سوا مخلصین کے۔ اور مخلص کو بھی یہ اندیشہ لاحق ہے کہ دیکھئے خاتمہ کس پر ہوتا ہے۔

ابو سلیمان الدارانی کا کہنا ہے:۔

اذا طلب الرجل الحدیث اوتزوج او سافر فی طلب المعاش فقد رکن الی الدنیا۔

جب کسی نے حدیث کی خواہش کی، یا شادی کرلی اور طلب معاش میں سفر کیا، تو وہ دنیا کی طرف مائل ہوا۔

یہاں طلب حدیث کے معنی یا تو یہ ہیں کہ اسانید عالیہ تک تگ ودو کی جائے۔ اور یا ایسی احادیث مراد ہیں۔ جو آخرت کی راہ میں کام نہیں آتیں۔

علماء حق علم کو بیچنے والے نہیں ہوتے :۔ (۲) علماء سوء اور علماء آخرت میں ایک امتیازی فرق یہ ہے، کہ علماء دنیا اپنے علم کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ اور علماء آخرت میں زہد وخشوع کا غلبہ واستیلاء ہوتا ہے۔ چنانچہ اوّل الذکر کی شان میں قرآن میں ہے۔

واذاخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمناً قلیلا۔

اور جب اللہ نے اہل کتاب سے اس بات کا عہد لیا۔ کہ تم اس کو لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کروگے، اور چھپاؤگے نہیں، تو انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا، اور ثمن قلیل پر کتاب کو بیچ ڈالا۔

ثانی الذکر کے بارہ میں فرمایا:۔

ان من اھل الکتاب لمن یؤمن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیھم خاشعین للہ لا یشترون بایات اللہ ثمناً قلیلا اولئک لھم اجرھم عند ربھم۔

اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں، اور اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں، جس کو تمہاری طرف اتارا گیا اور اس پر بھی جس کو ان کی طرف نازل کیا گیا، یہ اللہ کے سامنے خاشع ہیں، اس کی آیات کو ثمن قلیل کے بدلے بیچنے والے نہیں، ان کے لئے ان کے رب کے ہاں اجر مقرر ہے۔

حدیث میں دونوں قسم کے علماء کا ان الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے:۔

علماء ھذہ الامۃ رجلان رجل آتاہ اللہ علما فبذلہ للناس ولم یاخذ علیہ طمعا ولم یشتر بہ ثمناً فذلک یصلی علیہ طیر السماء وحیتان الماء ودواب الارض والکرام الکاتبون یقدم علی اللہ عزوجل یوم القیامۃ سیداً شریفاً حتیٰ یرافق المرسلین ورجل آتاہ اللہ علما فی الدنیا فضن بہ علیٰ عباد اللہ واخذ

اس اُمت کے علماء دو انداز کے ہیں، ایک وہ ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے علم دیا تو اس نے اس کو لوگوں کے لئے خرچ کیا۔ نہ تو اس پر کوئی معاوضہ طلب کیا۔ اور نہ اس سے کسی آرزو ہی کو وابستہ کیا، یہ ہے وہ جس کے لئے آسمان پر پرندے، پانی میں مچھلیاں، اور زمین پر کے حیوان دعائیں مانگتے ہیں۔ اور کراماً کاتبین بھی یہ اللہ کے سامنے قیامت کے روز اس حال میں پیش ہوگا کہ اس کی بزرگی اور شرافت قائم ہوگی۔ اور اس کو انبیاء کی رفاقت میسر ہوگی۔

علیه طمعا واشتری به ثمنا قلا الله یاتی یوم القیامة ملجما بلجام من نار ینادی مناد علی رؤوس الخلائق ھذا فلان بن فلان آتاہ اللہ علما فی الدنیا فضن به علی عبادہ واخذ به طمعا واشتری به ثمنا فیعذب حتی یفرغ من حساب الناس۔

دوسرا وہ ہے جس کو اللہ تعالے نے دنیا میں علم دیا لیکن اس نے بخل سے کام لیا۔ دام طلب کئے۔ اور اس سے خواہش وابستہ کی۔ یہ قیامت کے روز اس حالت میں پیش ہوگا کہ اس کے منہ میں آگ کی لگام ہوگی۔ اور ایک پکارنے والا پکارے گا۔ کہ یہ فلاں فلاں آدمی ہے۔ جس کو اللہ تعالے نے دنیا میں علم عطا کیا۔ لیکن اس نے بخل اختیار کیا۔ اور از راہِ لالچ اس پر دام بھی طلب کئے۔ اس کو اتنے عرصے تک عذاب ہوتا رہے گا۔ کہ اللہ تعالے حساب سے فارغ ہو جائے۔

(باقی آیندہ)

مسئلہ اجتہاد

مصنفہ مولانا محمد حنیف ندوی

قیمت دو روپے ۸ر

الدین یسر

مصنفہ سید محمد جعفر شاہ پھلواردی

قیمت پانچ روپے

بیدل

مصنفہ خواجہ عباد اللہ اختر

قیمت چھ روپے ۸ر

قرآن اور علم جدید

مصنفہ ڈاکٹر محمد رفیع الدین ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی

قیمت پانچ روپے ۸ر آنے

فقہ عمرؓ

مصنفہ ابو یحییٰ امام خاں

قیمت چار روپے

اسلام اور موسیقی

مصنفہ مولانا محمد جعفر شاہ ندوی

قیمت تین روپے ۴ر آنے

ملنے کا پتہ:-

سکرٹری ادارہ ثقافتِ اسلامیہ ۔ کلب روڈ ۔ لاہور